بسم اللہ الرحمن الرحیم

Regd S. No/411

پورٹ بکس نمبر ۳۹۴، کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

المصلح

فی پرچہ ۱ر

منگل

۳۰ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر: عبد القادر بی۔ اے

جلد ۸ | ۸ فتح ۱۳۳۲ ہش ۸ دسمبر ۱۹۵۳ء | نمبر ۲۰۷

امریکہ کے نائب صدر مسٹر نکسن کے ساتھ گورنر جنرل اور وزیر اعظم کے اہم مذاکرات

میں پاکستانی عوام کیلئے امریکی عوام کی طرف سے محبت اور دوستی کا پیغام لایا ہوں (نکسن)

کراچی ۷ر دسمبر۔ امریکہ کے نائب صدر مسٹر نکسن نے آج جناب غلام محمد گورنر جنرل اور مسٹر محمد علی وزیر اعظم سے الگ الگ ملاقات کی۔ آج شام وہ پہلے اس دعوت میں شرکت کرینگے۔ جو وزیر اعظم ان کے اعزاز میں دے رہے ہیں۔ اور جمعرات کو گورنر جنرل کی طرف سے دی گئی سرکاری دعوت میں شریک ہونگے مسٹر نکسن کل شام چار بجے امریکی فضائیہ کے ایک خاص طیارہ میں کراچی پہونچے۔ ہوائی اڈے پر وزیر اعظم محمد علی مرکزی کابینہ کے وزراء۔ امریکی سفیر مقیم پاکستان غیر ممالک کے سفراء۔ گورنر جنرل کے ملٹری سکریٹری وزارت دفاع اور وزارت خارجہ کے سکرٹری اور دیگر متعدد معززین نے ان کا خیر مقدم کیا۔ گارڈ آف آنر کا معائنہ کرنے کے بعد آپ نے اخباری نمائندوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ یہ دورہ دو گونہ مقاصد کا حامل ہے ہم صدر آئزن ہاور کی طرف سے حکومت پاکستان اور پاکستانی عوام کے لئے خیر سگالی کے جذبات پیش کرینگے۔ اور دوسری طرف امریکی عوام

مسجد احمدیہ حلقہ مارٹن روڈ میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد

حضور اکرمؐ کی حیات طیبہ اور سیرۃ مقدسہ پر بصیرت افروز تقاریر

کراچی ۷ر دسمبر۔ مورخہ ۵ر دسمبر کو ہفتہ کی شب مسجد احمدیہ حلقہ مارٹن روڈ میں مکرم جناب حافظ عبد السلام صاحب کی زیر صدارت جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ جس میں مبلغ سلسلہ مکرم جناب عبد المالک خان صاحب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرۃ مقدسہ پر روشنی ڈالتے ہوئے اس امر کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ پیش کیا۔ کہ بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بارگاہ خداوندی میں شرفیابی کے تمام دروازے بند ہیں۔ آپ نے نبی اکرمؐ کی شان میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے بعض عربی اشعار پیش کر کے ثابت کیا کہ بانیٔ سلسلہ کو جو مرتبہ بھی حاصل ہوا۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثال فیضان ہی کا ایک کرشمہ تھا۔ دوران تقریر میں آپ نے فیضان محمدؐ اور شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مختلف عنوانوں کے تحت حضور اکرمؐ کی سیرت مقدسہ پر نہایت لطیف پیرایہ میں روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ آپ نے توحید حقیقی کا درس دے کر دنیا میں تمدن انسانی کو اس طور پر استوار کیا کہ جو آج بھی دنیا میں عالمگیر امن کی واحد ضمانت ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی دنیا کو وہ شریعت ملی کہ جو تمام ابدی صداقتوں کی جامع اور محافظ ہے۔ وہ تمام صداقتیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل نازل ہوئی تھیں۔ اور مرور زمانہ سے معدوم ہوتی جا رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آخری شریعت میں نہ صرف جمع کر دیا۔ کہ جو آپ پر نازل فرمائی۔ بلکہ آپ کے ذریعہ یہ وعدہ بھی فرما دیا۔ کہ یہ صداقتیں ہمیشہ ہمیش کے لئے اسی طرح محفوظ رہیں گی۔ اور اب ان میں کسی قسم کا رد و بدل نہ ہو سکے گا۔ جلسے میں جناب بابو اللہ داد صاحب چوہدری عبد اللہ خان صاحب اور حافظ عبد السلام صاحب نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ مقدسہ کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور اس کے مطابق احباب کو اپنی زندگیوں میں انقلاب برپا کرنے کی طرف توجہ دلائی جناب بابو اللہ داد صاحب نے اس امر کو واضح کرتے ہوئے کہ نبی اکرمؐ مصلح اعظم تھے بتایا کہ ہر چند کہ آپ ایک ہمہ گیر اصلاح کے داعی تھے۔ آپ نے دل و دماغ سے اپیل کرنے کے سوا اور کسی چیز پر اپنی دعوت کی بنیاد نہیں رکھی۔ اور اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا کہ روحانی انقلاب کا طریق کار ہر قسم کے جبر و اکراہ سے یکسر پاک ہے۔ پھر دنیا میں اصلاح کی خاطر آپ نے بذات خود قربانی کا وہ اعلیٰ معیار پیش کیا کہ جس کی کوئی دوسری نظیر پیش نہیں کی جا سکتی۔ مکرم جناب چوہدری عبد اللہ خان صاحب نے اپنی تقریر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کی روشنی میں اس امر کو نہایت خوبی سے واضح فرمایا۔ کہ تعلق باللہ سے کیا مراد ہے آپ نے بتایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود خدا نما وجود تھا۔ اور ایک دنیا آپؐ کے ذریعہ خدا تعالیٰ کو شناخت کر کے اسی کے آستانے پر گر رہی تھی۔ وہاں اللہ تعالیٰ

(باقی صفحہ ۲)

مصری گاؤں پر برطانوی فوج کا حملہ

قاہرہ ۵ر دسمبر۔ مصری خبر رساں ایجنسی نے اطلاع دی ہے۔ کہ کل برطانوی بکتر بند دستوں نے ایک مصری گاؤں امتر کیہ کو گھیرے میں لے لیا۔ اور کافی دیر تک گاؤں پر گولیاں چلاتے رہے۔

جب تک کشمیر پاکستان میں شامل نہیں ہو جاتا پاکستان نامکمل رہیگا۔ (نور الامین)

ڈھاکہ ۷ر دسمبر۔ مشرقی بنگال کے وزیر اعلیٰ مسٹر نور الامین نے آج ایک تقریر کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا۔ کہ جب تک مقبوضہ کشمیر کے عوام کو آزادانہ ماحول میں اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا۔ اور اس کے نتیجہ میں کشمیر پاکستان میں شامل نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک پاکستان نامکمل رہے گا۔ کیونکہ مطالبہ پاکستان میں کشمیر بھی شامل تھا۔ آپ نے کہا مسلم لیگ جس طرح حصول پاکستان کے متعلق اپنا عہد پورا کر چکی ہے۔ اسی طرح وہ اس عہد کو بھی پورا کرے گی۔ کہ پاکستان کے مسلمانوں کو اسلامی تعلیم کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے کے مواقع بہم پہنچائے جائیں۔ آپ نے مشرقی بنگال کے عوام سے اپیل کی کہ وہ مسلم لیگ کو ووٹ دے کر اسے کامیاب بنائیں۔

اب تک تین کروڑ روپیہ خرچ ہوچکا ہے

لنڈن ۷ر دسمبر۔ کینیا کے گورنر آج کل لنڈن آئے ہوئے ہیں۔ اور کینیا کے لئے برطانیہ سے قرضہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یاد رہے تازہ اعداد و شمار کے مطابق ۱۳ر اکتوبر ۱۹۵۲ء سے اب تک ماؤ ماؤ کی جنگ پر ۳ کروڑ روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔

چہار طاقتی کانفرنس برلن میں منعقد کی جائے

مغربی طاقتوں نے روسی تجویز منظور کر لی

کیسل ہاربر (برمودا) تین مغربی طاقتیں اس بات پر متفق ہو گئی ہیں۔ کہ روس کی اس تجویز کو منظور کر لیا جائے کہ چہار طاقتی کانفرنس برلن میں منعقد کی جائے۔

وزیر اعظم اسرائیل آج مستعفی ہوجائینگے

یروشلم ۶ر دسمبر۔ نام نہاد ریاست اسرائیل کے وزیر اعظم ڈیوڈ بنگورین نے آج اعلان کیا کہ میں کل مستعفی ہو جاؤں گا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اسرائیلی وزیر خارجہ وزیر اعظم بن جائیں گے۔

ایک مہینے بعد مصر رشوت سے پاک ہوجائیگا

جنرل نجیب کا اعلان

قاہرہ ۷ر دسمبر۔ مصر کے صدر جنرل محمد نجیب نے آج یہاں اعلان کیا۔ کہ آج سے ایک مہینے بعد مصر کو پرانے نظام حکومت کی تمام بد عنوانیوں اور رشوت ستانی سے پاک کر دیا جائے گا۔ اور اسی وقت تک تمام ضروری غیر معمولی اقدامات جن میں جائیداد اور سرمایہ کی ضبطی اور انقلابی ٹریبونل کا قیام ہے ختم ہو جائیں گے۔ اور ملک میں خوشحالی کا نیا دور شروع ہوگا۔

اسرائیل اور شام کا باہمی تنازعہ

مغربی طاقتوں کی طرف سے تین متبادل حل

نیویارک ۷ر دسمبر۔ گزشتہ ہفتہ کے اختتام پر امریکہ برطانیہ اور فرانس نے دریائے اردن کے بارے میں اسرائیل اور شام کے تنازعے کے متعلق سلامتی کونسل میں ایک قرارداد پیش کرنے کے سوال پر غور کیا۔ تین مختلف قراردادیں زیر بحث آئیں۔ ان میں سے کوئی ایک یا کوئی نئی قرارداد جس پر تینوں کو اتفاق ہوگا بعد میں سلامتی کونسل میں پیش کی جائیگی تینوں قراردادوں کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) تمام معاملہ دوبارہ اقوام متحدہ کے نمائندے میجر جنرل بینیکے کے سپرد کر دیا جائے۔ اور اس اثناء میں یہودی منصوبے پر عملاً کام بند رہے۔ اور اگر جنرل بینیکے معاملہ طے کرانے میں کامیاب نہ ہوسکیں۔ تو وہ نوے دن کے اندر اندر سلامتی کونسل کو رپورٹ کریں۔ اور مشورہ دیں۔ کہ کونسل کو آئندہ اس بارے میں کیا قدم اٹھانا چاہیئے۔ (۲) جنرل بینیکے کی ابتدائی رپورٹ کی توثیق کرتے ہوئے یہودی منصوبے کو شام کے مفاد کے خلاف قرار دیا جائے۔ اور اسے

یہ معاہدہ صلح کے خلاف گردانا جائے۔ اور منصوبے پر اس وقت تک کام بند رہے جب تک کہ فریقین کسی سمجھوتہ پر نہ پہونچ جائیں۔ تیسری تجویز اس امر سے متعلق ہے کہ جنرل بینیکے کے اس اعلان کو درست تسلیم کیا جائے کہ یہودی منصوبہ سے معاہدہ صلح کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔ ماہرین کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔ جو اس بارے میں سفارش کرے کہ عرب مفادات کی حفاظت کے لئے کیا اقدامات عمل میں آنے چاہئیں۔

عبد القادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین کراچی سے شائع کیا۔

روزنامہ المصلح کراچی

مورخہ ۸ فتح ۱۳۳۲ھش

اربابٌ من دون اللّٰہ

اسلام ہر ایک سے حسن سلوک اور حفظ مراتب کی تعلیم و تلقین کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اللہ تعالےٰ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور آپ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو مصر میں فرعون کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے۔ تو انہیں ایسے مغرور اور خدا دشمن انسان سے بھی حسن کلام اور نرمی سے بات کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے

فقولا لہ قولاً لیناً

یعنی اس کے ساتھ نرمی سے بات کرنا

اسلام اس طرح انسان کو حسن ادب کی یہ تعلیم دیتا ہے۔ مگر وہ اس میں حد اعتدال سے بڑھ جانے سے بھی روکتا ہے۔ وہ انسانوں کو خواہ وہ عالم ہوں۔ دولت مند ہوں۔ بادشاہ ہوں محکوم ہوں افسر ہوں یا ماتحت۔ پیر پیغمبر یا ولی اللہ ہوں۔ بلحاظ انسانیت کے صرف ایک ہی پیمانے سے ناپنے کا حکم دیتا ہے۔ اور وہ پیمانہ ہے تقوےٰ وہ حسب و نسب علم و فضل۔ رنگ و وطن قوم و قبیلہ الغرض کسی چیز کو انسان اور انسان کے درمیان ایک دوسرے پر فوقیت دینے کی اجازت نہیں دیتا۔

ایک شخص کے پاس بہت دولت و مال ہے۔ اسلام ہمیں اسکے ساتھ حسن کلام اور ادب سے پیش آنے کی تو ہدایت کرتا ہے۔ مگر محض اس لئے کہ اسکے پاس دولت و مال زیادہ ہے اس کو دوسرے انسانوں پر کوئی ترجیح نہیں دیتا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص علم و فضل میں زیادہ ہے تو اسلام اس کا ادب لحاظ کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ مگر محض اسکے زیادہ علم و فضل کی وجہ سے اسے دوسرے انسانوں پر کوئی فوقیت نہیں ہے وقس علیٰ ھذا۔ البتہ اسلام کے نزدیک وہ شخص جو تقوےٰ میں دوسروں سے بڑھ جاتا ہے وہ نہ صرف حسن ادب کا حقدار ہے بلکہ دوسروں پر ترجیح دینے کے بھی قابل ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اس کے بھی حدود مقرر فرمائے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کسی انسان کو خواہ وہ علم و فضل مال و دولت وغیرہ دنیاوی باتوں میں ہی نہیں بلکہ تقوےٰ میں بھی ترقی کر جائے انسانیت سے زیادہ رتبہ دینا یہاں تک کہ اسکو اللہ تعالےٰ کے اوصاف سے متصف کر دیا جائے سختی کے ساتھ منع فرماتا ہے۔ کیونکہ یہ شرک ہے۔ قرآن کریم میں شرک کی مذمت بڑے زور سے کی گئی ہے۔ اور مختلف پیرایوں سے اس کی برائیاں دکھائی گئی ہیں حقیقت یہ ہے کہ شرک ہی دراصل بے دینی کی جڑ ہے انسانی فطرت میں جو جذبۂ عبودیت ودیعت کیا گیا ہے۔ اس کا اظہار ماسوا اللہ کے لئے انسانی فطرت کو مسخ کر دینے اور اس کو انسانی حیات کے منتہائے مقصود کے راستہ سے ہٹا دینے کے مترادف ہے اس طرح جس طرح کوئی مسافر جس کے پیش نظر ایک منزل ہو راستہ میں ہی بھٹک کر کسی اور طرف چل پڑتا ہے اور اپنی منزل سے ہر قدم دور سے دور تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

لہذا کسی انسان کو مثلاً اس کے علم و فضل بلکہ تقوےٰ کی وجہ سے بھی مقررہ حدود سے اونچا اٹھانا خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ یہی چیز ہے کہ جو آخر میں "ارباب من دون اللہ" کے وجود کا باعث بنتی ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصریٰ المسیح ابن اللہ ذالک قولھم بافواھھم یضاھؤن قول الذین کفروا من قبل قاتلھم اللہ انی یؤفکون اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الٰھاً واحداً لا الٰہ الا ھو سبحانہ عما یشرکون۔ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون یایھا الذین اٰمنوا ان کثیراً من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ (سورہ توبہ آیت ۳۰ تا ۳۴)

ترجمہ اور یہودی کہتے ہیں عزیر خدا کا بیٹا ہے۔ اور عیسائی کہتے ہیں مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ وہ ان لوگوں کی بات کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ جنہوں نے پہلے کفر کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہلاک کرے کہاں بھٹکے جاتے ہیں

ان (یہودیوں اور عیسائیوں) نے اپنے عالموں اور اپنے درویشوں کو اللہ تعالےٰ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے۔ اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ انہیں تو صرف ایک خدا کی عبادت کے لئے حکم دیا گیا تھا۔ اسکے سوا کوئی اللہ نہیں۔ وہ اس سے پاک ہے۔ جو وہ شرک کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے نور کو منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں۔ مگر اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ اپنے نور کو پورا کر دے۔ خواہ انکار کرنے والوں کو یہ بات ناپسندیدہ ہی کیوں نہ ہو وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے۔ تاکہ وہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے۔ خواہ مشرکین اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں۔ اے ایمان لانے والو (یاد رکھو) اکثر عالم اور درویش باطل سے لوگوں کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی راہ سے روکتے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے ان انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا ہے۔ جن کو ان کے تقوےٰ کی وجہ سے یہودیوں اور عیسائیوں نے اللہ تعالےٰ کا بیٹا بنا لیا ہے۔ پھر ان عالموں اور درویشوں کا ذکر کیا ہے۔ جنکو انہوں نے اللہ تعالےٰ کے سوا اپنا رب بنا رکھا ہے۔

ایک اور بات جو ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو اصل میں تو توحید کی تعلیم دی گئی تھی۔ مگر انہوں نے پہلے کافروں کی تقلید کرکے انبیاء کو بھی ابن اللہ اور اپنے عالموں اور درویشوں کو ارباب من دون اللہ بنا لیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ شرک جو دراصل کفار قوموں کا وطیرہ ہے۔ نامعلوم طور پر خدا پرست اقوام میں بھی آہستہ آہستہ گھس آتا ہے۔ اور باوجودیکہ وہ نظری طور پر ایک خدا پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ مگر آہستہ آہستہ انہی لوگوں کو جو خدا پرستی کی انہیں تعلیم دیتے تھے ارباب من دون اللہ بنا لیتے ہیں۔ امتداد زمانہ کے ساتھ وہ خود بھی سطح اخلاق سے نیچے گر جاتے ہیں اور ان کی حالت یہ ہو جاتی ہے۔ (باقی دیکھیں صـ۸ پر)

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ

۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ منعقد ہوگا

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ انشاء اللہ تعالےٰ مرکز سلسلہ ربوہ میں ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۵۳ء بروز ہفتہ۔ اتوار۔ پیر منعقد ہوگا۔

ہر احمدی دوست کو اس بابرکت جلسے میں شمولیت کے لئے ابھی سے کوشش شروع کر دینی چاہیئے۔ تاکہ وقت پر کوئی دقّت حائل نہ ہوسکے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"جلسہ سالانہ پر ضرور تشریف لائیں انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے بہت مفید ہوگا۔ اور جو للہ سفر کیا جاتا ہے۔ وہ عنداللہ ایک قسم کی عبادت کے ہوتا ہے۔"

ایک حدیث کی لطیف تشریح

انما الاعمال بالنیات

از جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ

انما الاعمال بالنیات کی حدیث بھی جوامع الکلم میں سے ہے۔ اور اسی وجہ سے بعض علماء نے اس کو ایک تہائی اسلام قرار دیا ہے۔ اور بعض نے ایک تہائی علم۔ اور امام بخاری فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث سے بڑھ کر پر حکمت پر معانی اور کوئی حدیث نہیں۔ (فتح الباری) بلکہ سچ تو یہ ہے۔ کہ دین کی ساری ماہیت اس ایک جملہ میں کوٹ کر بھر دی گئی ہے۔ اور یہ جملہ درحقیقت بطور اس اصل الاصول کے ہے۔ کہ جس سے انسان کو حیوان سے امتیاز حاصل ہوتا ہے۔ اور جس کی بناء پر انسان کے طبعی افعال دائرہ اخلاق میں داخل ہو کر انسان کو ذمہ دار جوابدہ ہستی بنا دیتے ہیں۔ اور شریعت کی تمام پابندیاں اس پر عائد ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس حدیث کی تھوڑی سی وضاحت ازبس ضروری معلوم ہوتی ہے۔

علمائے اسلام نے فعل اور عمل کے درمیان یہ فرق بتلایا ہے۔ کہ فعل طبعی حرکت کو کہتے ہیں۔ جس میں نیت کا دخل نہیں۔ اور عمل وہ فعل ہے جس میں نیت کا دخل ہو۔ جو بالارادہ قصداً کیا گیا ہے۔ جس کے کرنے پر انسان کا طبعی فعل اچھا یا برا کہلاتا ہے۔ اور اس لئے وہ انعام یا سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ اس تعریف کو مدنظر رکھ کر انما الاعمال بالنیات کا یہ مفہوم ہوگا۔ طبعی افعال کی عملی حیثیت نیتوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ان معنوں کے اعتبار سے بالنیات میں (ب) سببیہ ہے۔ یعنی انسان کے طبعی افعال نیتوں کے سبب اعمال ہوتے ہیں۔ یعنی دائرہ اخلاق میں آجاتے ہیں۔ نیتوں کی بناء پر وہ برے یا بھلے ہو جاتے ہیں۔ دو شخص گولی چلاتے ہیں۔ اور دو آدمیوں کو گھائل کر دیتے ہیں۔ کام تو بظاہر ایک ہے۔ مگر ہو سکتا ہے۔ کہ ایک نے عمداً چلائی ہو۔ اور دوسرے نے عمداً نہ چلائی ہو۔ تو اس صورت میں ایک شخص کا یہ فعل اس کی نیت کی وجہ سے جرم ہوگا۔ اور دوسرے کا یہ فعل جرم نہیں ہوگا۔ پہلا سزایاب ہوگا۔ اور دوسرا بری۔

سخت پیاس کے وقت پانی نہ پینا ممکن ہے۔ کہ حماقت یا جنون سمجھا جائے۔ مگر ایک دوسرے موقعہ پر یہی فعل یعنی پانی نہ پینا اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاق میں شمار ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ان زخمی پیاس سے جاں بلب صحابہؓ کا خود پانی نہ پینا اور اپنے پیاسے ساتھیوں کو اپنے نفس پر مقدم کرنا یہ ایثار نفس کے اعلیٰ نمونے اسلامی تاریخ میں روشن ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ اور یہ نمایاں امتیاز محض نیت کے ذرا سے اختلاف کے ساتھ ہوا۔ ایک پیاسے حیوان کے سامنے جب بھی پانی رکھا جائے گا۔ وہ اس کو تقاضائے طبیعت ضرور پئے گا۔ اور یہ فعل اس کا طبعی فعل کہلائے گا۔ مگر اسی طبعی فعل کو نیت کے چھوٹے سے تصرف کے ساتھ انسان اعلیٰ سے اعلیٰ قابل تعریف خلق بھی بنا سکتا ہے۔ اور اسی کو خود غرضی جیسا قابل مذمت فعل بھی بنا سکتا ہے غرض اسی نیت کے فرق سے انسان کے طبعی افعال دائرہ اخلاق میں داخل ہو جائیں گے۔ نیت کے دخل سے ان کو برا یا بھلا کہا جائیگا۔ اور نیت کی وجہ سے وہ ذمے دار ہستی کہلائیگا۔

دوسرا مفہوم اس حدیث کا یہ ہے۔ کہ اعمال نیتوں ہی کے ساتھ سرانجام پاتے ہیں۔ کام کرنے کے لئے نیت کی ضرورت ہے۔ محض خیال یا آرزو یا میلان طبع یا رغبت یعنی دل کی پسندیدگی یا چاہت کسی کام کو سرانجام دینے کے لئے متکفل نہیں ہو سکتی۔ نیت (جس کا ماخذ نواۃ ہے) اعمال کے لئے گٹھلی یا بیج کا وہ درمیانی گودا ہے۔ جس میں ساری حیوانی قوتیں متمرکز ہوتی ہیں۔ اور جس سے کونپلیں پھوٹتی ہیں۔ اور اعمال کا درخت پھیلتا۔ پھولتا اور پھلتا ہے۔

خیالی پلاؤ جتنے چاہے انسان پکائے۔ آرزوئیں اور تمنائیں جتنی چاہے کرے۔ امیدوں کی ڈھارس جتنی چاہے باندھے رکھے۔ دل کی چاہت جتنی بھی ہو ہو۔ جب تک نیت نہ ہوگی۔ کوئی عمل حیز وجود میں نہیں آئے گا۔ انما الاعمال بالنیات۔ اعمال تو نیتوں ہی کے ساتھ سرانجام پاتے ہیں۔ کسی کام کی نیت کرنے کے یہ معنی ہیں۔ کہ وہ جادۂ عمل پر آکھڑا ہوا ہے۔ اور قوت ارادی اپنے کام میں لگ گئی ہے۔

نیت کرنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ انسان نے اپنے شعور و تمیز سے۔ اپنے علم سے۔ اپنی قوت فیصلہ سے۔ کرنے یا نہ کرنے پر قدرت رکھتے ہوئے کسی کام کے کرنے کے متعلق آخری فیصلہ کر لیا ہے۔ اس کی اس نیت کی گٹھلی کے اندر شعور و تمیز بھی ہوتی ہے۔ علم بھی ہوتا ہے۔ قدرت بھی ہوتی ہے۔ قوت فیصلہ بھی ہوتی ہے امید بھی ہوتی ہے۔ رغبت و خواہش بھی ہوتی ہے۔ قوت ارادی بھی ہوتی ہے۔ عملی جدوجہد بھی ہوتی ہے۔ اسی لئے (نویٰ) سعی و کوشش کے معنے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ غرض نیت میں وہ سارے عناصر جمع ہوتے ہیں۔ جو کام کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ اور جو انسان کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔ نیت نہ ہونے کے ساتھ گولی چلانے والے کا فعل دائرہ مسئولیت سے باہر ہو جاتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے۔ کہ اسے تمیز نہ تھی۔ کہ یہ گولی ہلاک کر دیتی ہے۔ یا اسے علم نہ تھا۔ کہ کوئی انسان گولی کی زد میں ہے۔ یا یہ کہ ایسے وقت میں اس کو علم ہوا۔ جبکہ گولی نہ چلانے پر اسے کوئی اختیار نہ رہا تھا۔ اس نے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔

نیت اپنے اندر وہ ساری فعالیت رکھتی ہے۔ جو کام کے لئے ازبس ضروری ہے۔ حیوانات کے افعال میں یہ نیتیں کام نہیں کر رہی ہوتیں۔ بلکہ محض طبعی تحریکات کام کر رہی ہوتی ہیں۔ اور انسان کے افعال کے ساتھ علاوہ طبعی تحریکوں کے نیتیں بھی کام کر رہی ہوتی ہیں۔ اور انہی سے دونوں کے افعال میں مابہ الامتیاز قائم ہوتا ہے۔

غرض انسان مذکورہ بالا قوٰی کو کام میں لاتے ہوئے ایک مقصد یعنی جہت حرکت معین کرتا ہے۔ اور پھر اس کی طرف رخ کرتا ہے۔ اسی کو نیت کہتے ہیں۔ یہی اعمال کے ظہور پذیر ہونے کے لئے آخری اور اہم عنصر ہے۔ اس کے بغیر اعمال متحقق نہیں ہوتے۔

انما جو حصر کے لئے آتا ہے۔ جس کا مفہوم اردو میں (ہی) کے لفظ سے ادا کرتے ہیں۔ اس لفظ کو مدنظر رکھتے ہوئے انما الاعمال بالنیات کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ انسانی اعمال کے پیچھے ضرور ہے۔ کہ نیتیں در پردہ کام کر رہی ہوں۔ یعنی یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ کام تو انسان کر رہا ہو۔ اور اس کے پیچھے کوئی نیت نہ ہو۔ گولی چلانے والے کی نیت گو کسی کو قتل کرنا نہ ہو۔ مگر اس نے گولی جو چلائی ہے۔ تو کسی نہ کسی نیت سے چلائی ہے۔

بعض علماء اس امر کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ انسان کے بعض افعال بغیر نیت کے بھی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص سیر کے لئے نکلتا ہے۔ اور وہ دو راستوں میں سے کوئی ایک راستہ اختیار کرتا ہے۔ اسٹیشن کا راستہ یا نہر کا راستہ۔ ان کے نزدیک اس فعل میں نیت کا دخل کوئی اخلاقی معنے نہیں رکھتا۔ ایسا ہی اخبار پڑھنے والے کا اخبار پڑھنا بھی۔ اسی طرح اور بھی بہت سے انسانی افعال ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً انسان سے سرزد ہوتے ہیں۔ مگر کوئی نیت ان کے پیچھے کام نہیں کر رہی ہوتی۔ اور نہ نیت ان میں کوئی اخلاقی اہمیت یا ذمے داری پیدا کر سکتی ہے۔ گویا ان کے نزدیک یہ ضروری نہیں۔ کہ انسان کے سارے کام نیت کے ساتھ وابستہ ہوں۔ مگر یہ خیال ان کا غلط فہمی پر مبنی ہے۔ جو تھوڑے سے تامل سے واضح ہو جائے گا۔ یہی اخبار کا پڑھنا اس کے ساتھ بیسیوں مقاصد وابستہ ہو سکتے ہیں۔ زبان دانی روزمرہ کے حوادث سے باخبر رہنا۔ حالات حاضرہ کے متعلق صحیح رائے قائم کرنا۔ سیاسی حالات میں اہل وطن کی رہبری کا صحیح راستہ معلوم کرنا۔ پس اخبار پڑھنے والا اگر اپنے اس فعل کو کوئی عملی حیثیت دینا چاہتا ہے۔ تو اس کو کسی نہ کسی نیت سے وابستہ کرنا پڑے گا۔ ورنہ اس کا یہ فعل انسانی اعمال کے دائرہ سے باہر ہوگا۔ کہ شتر بے مہار کی طرح جدھر چاہا منہ اٹھا کر چل دیا۔

پس یہ مفہوم ہے انما الاعمال بالنیات کا۔ کہ اعمال نیتوں کے ساتھ وابستہ ہونے چاہئیں اور وہ نیتوں کے ساتھ یقیناً وابستہ ہوتے ہیں یہ ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی نیت مبہم ہو۔ اس میں وضاحت اور کامل معین صورت نہ ہو۔ یا اہمیت کے لحاظ سے کم ضروری ہو۔ جیسا کہ سیر کے لئے اسٹیشن کا راستہ اختیار کروں یا نہر کا راستہ۔ گو اس کے متعلق فیصلہ کر کے کسی ایک راستے کو اختیار کرنے کی نیت کرنا اپنے اندر اہمیت نہ رکھتا ہو۔ مگر تاہم یہ اختیار کرنے کا فعل بھی اپنے ساتھ نیت ضرور رکھتا ہے۔ جو بہت سے چھوٹے چھوٹے ملاحقات کو مدنظر رکھنے کے بعد پیدا ہوئی ہوگی۔ گو عالم شعور میں ہم اسے کھلے طور پر محسوس کرتے ہوں۔ یا نہ کرتے ہوں۔ کیونکہ شعور و احساس کا دارومدار تو کسی چیز کی اہمیت پر ہے۔ جس قدر ضروری اور اہم بات ہوگی۔ وہ زیادہ محسوس ہوگی۔ اور جس قدر غیر ضروری ہوگی۔ اسی قدر کم محسوس ہوگی۔

ایک چوتھا مفہوم ہے اس حدیث کا جس کی طرف امام بخاری علیہ الرحمۃ گئے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ نتائج کے اعتبار سے اعمال کی اہمیت نیتوں پر موقوف ہے۔ جیسی جیسی نیتیں ہوں گی۔ ویسے ویسے اعمال سرزد ہوں گے۔ جس قدر قوت۔ جس قدر بلندی۔ جس قدر سرگرمی و سچائی کسی نیت میں ہوگی۔ اسی قدر قوت و بلند پروازی سے عمل بھی ظاہر ہوگا۔ نیز اسی نسبت سے انسان کے باقی اعمال متاثر ہوں گے۔ ایک طالب علم جس کی یہ نیت ہے۔ کہ جس طرح ہو۔ عین وقت پر مدرسے پہنچ جائے۔ اپنی نیت کے مطابق وقت سے پہلے تیاری کرے گا۔ بستر سے اٹھنے میں۔ منہ ہاتھ دھونے میں۔ کپڑے پہننے میں۔ کھانا کھانے میں ایسا ہی دوسری ضرورتوں کے پورا کرنے میں بلکہ ممکن ہے۔ کہ کھانے کی تیاری میں دیر دیکھ کر کھانے کا بھی انتظار نہ کرے۔ اور جب مدرسہ کی طرف جانے کے لئے نکلے گا۔ تو اس کی رفتار میں چستی۔ اس کی نگاہ سیدھی اپنے مقصد کی طرف۔ اور اس کے ماتھے پر سنجیدگی اور اہتمام کے آثار نمایاں ہوں گے۔ اور راستے میں وہ ہر ایک روک سے احتراز کرے گا۔ گفتگو کرنے والوں سے جس قدر مختصر ہو سکے گا بات کر کے چلتا بنے گا۔ مگر اس کے بالکل برعکس اس طالب علم کا حال ہے۔ جس کی نیت بھی ڈھیلی۔ تیاری بھی ڈھیلی۔ رفتار بھی ڈھیلی۔ وہ راستے میں چلتا چلتا یونہی کھڑا ہو جائے گا۔ ادھر ادھر دیکھنے کے لئے آنے جانے والوں سے خواہ مخواہ السلام علیکم کہہ کر باتیں کرنا شروع کر دے گا۔ اور اس طرح مدرسہ میں پانچ دس منٹ دیر سے

...گراستاد کے سامنے ادھر ادھر کے عذر پیش کرے گا
غرض ان کی نیت ... سب ... اور
باقی افعال بھی کم و بیش متاثر ہوتے چلے جائیں گے۔
ایک شخص جو گھر بنانے کی نیت کر لیتا ہے۔ اس
نیت کے ...
حالت۔

... کے لئے عمل کی نئی نئی
صورتیں پیدا کرے گا۔ محنت و مشقت برداشت
کرے گا۔ اس کے کھانے اور پینے سونے اور
جاگنے اس کی خوشی و راحت کی گھڑیوں وغیرہ
سب میں فرق آجائے گا۔ غرض نیت میں جس قدر
پختگی، جس قدر وسعت جس قدر یقین، جس
قدر وسعت و بلندی و ہمت ہوگی ٹھیک اسی تناسب
سے اعمال بھی متاثر ہوتے چلے جائیں گے۔ اور
وہ ایک مختلف شکل اختیار کرتے چلے جائیں گے
یہی ایک سربستہ راز ہے انسان کی ساری ترقی
کا اس کی ساری عملی زیست کا۔ نیت ایک ایسا
موثر محرک ہے انسان کے ہاتھ میں۔ کہ جس کے ذریعے
سے وہ نہ صرف اس کام کو سرانجام دیتا ہے جس
کے لئے وہ نیت کرتا ہے، بلکہ اپنے سارے اعمال
کی ہیئت مجموعی میں اس کے ذریعہ سے تاثیر ڈالتا
ہے۔ اپنی عملی حرکت کی جو نئی جہت مقرر کرتا ہے
اسی طرح اس کے عام قویٰ کا رخ ہو جاتا ہے
اور اس کے ماتحت اس کے دوسرے اعمال بھی
کم و بیش متاثر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اگر وہ
صرف طبعی تحریک پر کفایت کرتا۔ تو آج
اس کا گھر بئے کے گھونسلے کی طرح ہی ایک
سا اپنی طبعی حالت پر قائم رہتا۔ مگر چونکہ
وہ مختلف حالات کو پیش نظر رکھ کر اپنے
لئے ایک نئی جہت حرکت متعین کرتا ہے۔
اسکو اپنے قدیم گھروں کی تنگی و تاریکی کا خیال
ہوتا ہے۔ وہ آئندہ کی ضرورتوں کا بھی خیال
رکھتا ہے۔ اور پھر جا کر اپنے ڈھب کے مطابق
گھر کا نیا خاکہ تیار کرتا ہے۔ اور اس گھر کی معین
صورت مقرر کر کے اس کو کھڑا کرنے کی نیت کرتا
۔ اس لئے فن تعمیر میں وہ اپنی طبعی لکیر
چھوڑ کر نئی نئی شکلیں پیدا کئے جا رہا ہے۔ اور
یہی بڑا امتیاز ہے۔ نیت کو محض طبعی تحریک پر کہ
وہ ملکوتی ہے متمدن انسان کے سارے اعمال کا۔ انما الاعمال بالنیات

اسلام اور مزاح فی الکلام

(از مکرم مولوی عبدالمنان صاحب واقف زندگی احمد نگر)

(۴) ایک دن حضور علیہ السلام کی مجلس میں ایک شخص کھجوریں لایا۔ آپؐ نے صحابہ کو بھی کھانے میں شریک کر لیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ عمر میں سب سے چھوٹے تھے۔ جو آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے از راہ مذاق کھجوریں کھا کر گٹھلیاں ان کے آگے رکھنی شروع کر دیں۔ صحابہ بھی حضور کو دیکھ کر اپنی گٹھلیاں حضرت علی کے آگے رکھنے لگے۔ جب کھجوریں ختم کر چکے۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اچھا بتاؤ سب سے زیادہ کھجوریں ہم میں سے کس نے کھائیں۔ صحابہ نے جواب دیا اس شخص نے جس کے آگے سب سے زیادہ گٹھلیاں ہونگی۔ حضرت علیؓ بھی بلا کے ذہین تھے۔ فوراً بولے! نہیں! نہیں! بلکہ جو گٹھلیوں سمیت کھا گئے ہوں۔ اس پر سب ہنس پڑے"۔ سبحان اللہ۔ سید الکونین خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی پر لطف مجالس تھیں۔

(۵) حضورؐ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب زبیر بن العوام کی والدہ محترمہ بہت بوڑھی ہو چکی تھیں۔ ایک دن اپنے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔ آپؐ نے فرمایا بوڑھے جنت میں نہیں جائیں گے۔ وہ حیران رہ گئیں اور اسی عالم میں رونے لگیں۔ تو آپؐ نے فرمایا! بڑی اماں کیوں روتی ہو۔ کیا تو نے قرآن مجید میں یہ نہیں پڑھا؟ "انا انشانٰھن انشاءً فجعلنٰھن ابکارا" کہ بوڑھے بڑھاپے کی حالت میں جنت میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ جوان ہو کر داخل ہوں گے۔ اس پر بڑھیا کو تسلی ہوئی"۔

(۶)۔ حضور علیہ السلام اپنے خادم حضرت انسؓ سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔ اور پیار سے انہیں "یاذالاذنین" اے دو کانوں والے" فرمایا کرتے حضرت انسؓ اس جملہ پر بہت ہنستے اور سمجھ جاتے کہ حضورؐ مجھ سے خوش طبعی فرما رہے ہیں۔ کیونکہ ہر انسان کے دو کان ہوتے ہیں اور میرے ساتھ اس صفت کی خصوصیت سے حضورؐ میرے ساتھ خوش طبعی فرماتے اور بہت خوش ہوتے"۔

(۷)۔ ایک بدوی صحابی جس کا نام زاہر تھا۔ ان کی شکل و صورت بہت عجیب و غریب تھی۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرتے۔ آپؐ بھی اس سے پیار کرتے تھے۔ وہ ایک دن بازار سے گذر رہے تھے۔ کہ حضور علیہ السلام بھی ادھر تشریف لے آئے۔ اور زاہر کو پیچھے سے بالکل خاموشی کی حالت میں ایسے طریق سے پکڑا کہ وہ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھ سکتے تھے۔ انہوں نے پوچھا کون ہے؟ حضور خاموش رہے گویا اس سے دل لگی کر رہے ہیں۔ حضورؐ نے گرفت ذرا نرم کی تو انہوں نے مڑ کر دیکھا تو دونوں جہان کے بادشاہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ وہ بہت ہنسے اور پھر حضورؐ سے محبت و الفت سے باتیں شروع کر دیں"

(۸)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی عمیرؓ نے ایک سرخ چونچ والی ایک چڑیا پال رکھی تھی۔ وہ اتفاقاً مر گئی تو عمیرؓ اس کے صدمہ سے رونے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو روتے ہوئے دیکھا تو اس کا دل بہلانے کے لئے فرمایا: یا ابا عمیر ما فعل النغیر یہ مسجع کا ایسا مسجع دلکش جملہ تھا کہ بچہ سن کر ہنس پڑا تو دوسرے لوگ بھی اس بچے کو خوش کرنے کے لئے وہی فقرہ کہنے لگے۔ یا ابا عمیر ما فعل النغیر"۔

جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ سے مذاق کر لیا کرتے تھے۔ اسی طرح صحابہ بھی حضورؐ سے خوش طبعی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ

(۹)۔ غزوۂ تبوک کے موقعہ آپؐ ایک نہایت تنگ چھوٹے سے چمڑہ کے خیمہ میں مقیم تھے۔ کہ ایک صحابی آپؐ کے پاس آئے اور سلام کیا آپؐ نے سلام کا جواب دیکر فرمایا! اندر آجاؤ! تو وہ صحابی بولے! "اَکُلِّی" اپنے پورے جسم کے ساتھ یا رسول اللہ" یعنی اس میں یہ ظرافت تھی۔ کہ خیمہ اس قدر تنگ تھا، کہ پورا جسم بمشکل اس کے اندر آسکتا تھا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "کُلُّکَ"۔

(۱۰)۔ ایک صحابی بازار میں جب کوئی نئی چیز آتی تو اسے لیکر حضورؐ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کر دیتے۔ جب دکاندار قیمت کا مطالبہ کرتا۔ تو اسے حضورؐ کے پاس لا کر کہتے۔ حضورؐ! فلاں چیز کی قیمت اسے دیدیں۔ تو حضور علیہ السلام فرماتے وہ تو تم نے مجھے بطور تحفہ دی تھی۔ تو کہتے۔ حضورؐ واللہ اس کی قیمت میرے پاس موجود نہ تھی۔ اور میں چاہتا تھا کہ سب سے پہلے آپؐ کی خدمت میں پیش کروں۔ حضورؐ مسکرا دیتے اور قیمت دوکان دار کو ادا فرما دیتے"

(۱۱)۔ ایک دفعہ حضرت صہیبؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور اس وقت روٹی اور کھجوریں تناول فرما رہے تھے۔ آپؐ نے ان کو بھی ساتھ شریک کر لیا۔ ان کی آنکھیں دکھتی دیکھ کر۔ حضورؐ نے ٹوکا کہ تمہاری آنکھوں میں آشوب ہے اور کھجوریں آشوب چشم کے لئے مضر ہوتی ہیں۔ اس پر وہ بولے۔ یا رسول اللہ۔ میں آنکھ کے اس گوشہ سے کھاتا ہوں جس میں آشوب نہیں ہے آپ مسکرا دیئے"۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی تقریر

جامعۃ المبشرین میں

مورخہ ۲۵ ــــ ۵۳ بروز بدھ اساتذہ وطلباء جامعۃ المبشرین کی طرف سے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدی مولوی محمد سعید صاحب انصاری مبلغ بورنیو اور مکرم ڈاکٹر بدر الدین صاحب ایم بی بی ایس جو کہ بورنیو میں تبلیغ کا کام بھی کرتے رہے ہیں کی ربوہ میں آمد کے سلسلہ میں ایک پارٹی دی گئی۔ اس تقریب میں صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب حضرت مفتی محمد صادق صاحب تحریک جدید کے وکلاء ناظر صاحب تعلیم و تربیت اور دیگر معززین سلسلہ نے شرکت فرمائی۔ پروگرام کے مطابق ساڑھے نو بجے اس تقریب سعید کا آغاز ہوا چائے نوش کرنے کے بعد مکرم سید کمال یوسف صاحب متعلم جامعۃ المبشرین نے کلام پاک کی تلاوت کی۔ مکرم محمود احمد صاحب مختار متعلم جامعۃ المبشرین نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی نظم سے

"ہے رضائے ذات باری اب رضائے قادیاں"

کلام محمود سے پڑھ کر سنائی۔ نظم کے دوران میں کوئی دل ایسا نہ تھا جو کہ سوز سے لبریز نہ ہو۔ اس کے بعد صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب متعلم جامعۃ المبشرین نے جامعۃ المبشرین کے اساتذہ و طلباء کی طرف سے ایڈریس پیش کیا۔ بعد ازاں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدی نے ایک پر معارف تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے علم حقیقی کی تعریف اس کے حصول کی راہیں قرآنی تعلیم کی روشنی میں بیان فرمائیں (آپ کی تقریر کا خلاصہ بعد میں پیش کیا جائے گا) آپ کے بعد مولوی محمد سعید صاحب انصاری نے خدا کی اس نعمت پر کہ اس نے انہیں بورنیو میں تبلیغ اسلام کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ میں اپنے جلیل القدر امام کے احسانات کے بھی زیر بار ہوں کہ آپ نے مجھے وہاں جا کر تبلیغ کرنے کا موقع دیا۔ آپ نے اپنی مختصر سی تقریر کے اختتام میں فرمایا۔ کہ میں نے بورنیو میں چند سال تک تبلیغی مساعی سرانجام دی ہیں۔ مگر وہ کام ابھی تشنۂ تکمیل ہے۔ جس کے کرنے کی میں اب بھی ویسی ہی تڑپ پاتا ہوں۔ جیسی کہ پہلے پاتا تھا۔ آپ کے بعد ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب ایم بی بی ایس نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور تبلیغی مساعی کا ذکر بھی کیا اس تقریب کے اختتام پر مولانا مولوی ابو العطاء صاحب فاضل پرنسپل جامعۃ المبشرین نے اپنے

... اساتذہ اور طلباء کی طرف سے ... اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب ...

خدام الاحمدیہ کا مالی ہفتہ

۸ / دسمبر سے ۱۵ / دسمبر ۵۳ء تک

خدام الاحمدیہ کا موجودہ مالی سال ۳۱ / جنوری ۱۹۵۳ء کو ختم ہو رہا ہے۔ اس کے بعد نئے سال میں نئے عہدیداران کام کریں گے۔

نئے سال کے لئے دلجمعی سے کام کرنے کے سلسلے میں یہ نہایت ضروری ہے کہ ان کو گذشتہ سال کے بقایاجات کی وصولی کی فکر سے آزاد کر دیا جائے۔ اس امر کو مد نظر رکھتے ہوئے مجلس عاملہ مرکزیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ۸ / دسمبر سے ۱۵ / دسمبر ۵۳ء تک تمام مجالس اپنے ہاں مالی ہفتہ منا کر سال رواں کے مجلس کے ہر قسم کے بقایاجات وصول کریں۔ اور مرکز میں بھجوا کر اپنا حساب صاف کر دیں تا آئندہ سال نئے عہدیداران کے ذمہ گذشتہ سال کے بقایاجات کی وصولی کا کام نہ ہو۔ اس میں مجلس کے ہر قسم کے چندے مثلاً چندہ مجلس، چندہ اجتماع، چندہ تعمیر دفتر، چندہ رسالہ خالد وغیرہ شامل ہیں۔ میں تمام مجالس کے قائدین سے امید کرتا ہوں۔ کہ وہ اس مالی ہفتہ کو کامیاب بنا کر ممنون فرمائیں گے۔

۱۵ / دسمبر ۱۹۵۳ء تک جس قدر رقوم وصول ہوں۔ اس کو تفصیلات کے ساتھ مرکز میں بھجوا دیں۔ (معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

رسالہ الفرقان کا قرآن نمبر

ایک قابل تقلید مثال

مکرم شیخ کرم بخش صاحب اینڈ سنز کوئٹہ نے رسالہ الفرقان کے قرآن نمبر کے تین نسخے خرید فرمائے ہیں۔ تاکہ مختلف احباب میں تقسیم کئے جائیں۔ قرآن نمبر زیر ترتیب ہے۔ اور انشاء اللہ جلسہ سالانہ پر تمام احباب کو مل سکے گا۔ کاغذ کی نایابی کے باعث بہرحال محدود تعداد چھپوائی جا رہی ہے۔ اس لئے جو دوست اس نمبر کے زائد پرچے خرید کرنا چاہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ پندرہ دسمبر تک اطلاع فرمائیں۔ بلکہ رقم بھی پیشگی ارسال فرمائیں۔ اس رسالہ کا حجم یکصد صفحات ہے۔ اور قیمت ایک روپیہ ہے۔ پانچ کاپیوں کے لئے چار روپے ارسال فرمائیں۔ (منیجر الفرقان ربوہ)

اعلان

(۱) احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک احمدی دوست محمد شمس صاحب نے سیالکوٹ میں ایک آرا مشین میں شراکت کی ہے۔ جہاں پر ہر سائز اور ڈیزائن کے پائے تیار ہوتے ہیں جو زیادہ تر شیشم کی لکڑی کے ہوتے ہیں۔ احمدی تاجران کو چاہیئے کہ وہ ان احمدی دوست سے تعاون کریں۔ اور حتی الوسع اس کارخانہ والوں سے مال خرید نے کی کوشش کریں۔ (پتہ) شیخ دوست محمد صاحب شمس معرفت سول اینڈ ملٹری سپورٹس کام تلائی سیالکوٹ شہر

(۲) کارخانہ مذکور میں ایک دو کاریگروں کی ضرورت ہے۔ جو چرائی کے کام سے خوب واقفیت رکھتے ہوں۔ تجربہ کار کاریگروں کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہشمند احباب نظارت ہذا کو اپنی جماعت کے پریذیڈنٹ یا کسی دیگر معزز رکن کی سفارش سے فوراً درخواستیں بھجوائیں۔ (نائب ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ)

ضرورت رشتہ

ایک مخلص احمدی دوست عمر ۲۴ سال تعلیم میٹرک مستقل سرکاری ملازم تنخواہ ۱۲۰/- روپیہ ماہوار کے لئے تعلیم یافتہ شہری تمدن کا رشتہ مطلوب ہے۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ (عبد الرحیم انچارج دفتر زائرین ربوہ)

دعائے مغفرت

چوہدری رحیم بخش صاحب آف چک ۲۸ ع / ۱۰ حلقہ جماعت احمدیہ میاں چنوں ضلع ملتان چند روز معمولی بخار میں مبتلا رہ کر ۲۱ / ۱۱ / ۵۹ بروز ہفتہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون) مرحوم نیک اور صالح بزرگ تھے۔ آپ کے جنازہ میں چند احباب ہی شامل ہو سکے۔ اس لئے مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں۔ اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (عبد الرحمن شاہ معرفت ماسٹر برکت علی صاحب الائمی ٹیلرز بلاک نمبر ۵ کلاتھ مارکیٹ میاں چنوں ضلع ملتان)

تحریک جدید دور ثانی دفتر اوّل سال اوّل اور دفتر دوم

سال دھم کی قربانیاں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ کے ہر فرد جو احمدیت کا جوا اپنی گردن پر ڈال چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کی رضا کے لئے تحریک جدید کے جہاد کبیر میں حصہ لینے کا اعلان فرما چکے ہیں۔ اور خود اپنا پاک نمونہ بھی پیش فرما چکے۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دور اوّل کے انیسویں سال سے بڑھا کر دور ثانی دفتر اوّل کے سال اوّل میں وعدہ فرمایا۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

حضور کا یہ اسوہ حسنہ جماعت کے ہر اس شخص سے جو تحریک جدید کے جہاد کبیر میں پہلے سے شامل ہے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ بہ انشراح صدر گذشتہ سال سے اپنی قربانی زیادہ بڑھا کر حضور کے پیش کر کے حضور کی دعاؤں کا طالب ہو۔ اور وہ جو ابھی تک اس میں شامل نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق بخشی ہے وہ اپنی مالی طاقت کے مطابق شاندار حصہ لے کر اس جہاد میں شامل ہوں۔ ان کی شمولیت دفتر دوم میں ہوگی۔ اقل ترین شرح پانچ روپیہ ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو خطبہ ۲۰ / نومبر کو ارشاد فرمایا ہمیں قرآن پاک کے حقائق و معارف پڑھ کر آپ کا دل خود بخود بول اٹھے گا۔ کہ اس جہاد میں شامل ہونا ضروری ہے یہ ایک احسان ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر ہے۔ اس احسان کا شکریہ یہ ہے۔ کہ اس کی راہ میں زیادہ سے زیادہ قربانی کی جائے۔ اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو تبلیغ اسلام اور تبلیغ احمدیت کا کام بیرونی ممالک میں بذریعہ تحریک جدید سے جاری کر رکھا ہے۔ اس کو زیادہ سے زیادہ وسیع کیا جائے۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام اکناف عالم میں پہنچ جائے۔ اور ساری دنیا لوائے اسلام اور لوائے احمدیت کے سایہ میں آجائے۔ (وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

درخواست ہائے دعا!

(۱) مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ میاں چنوں چند روز سے بعارضہ ٹائیفائیڈ بیمار ہیں۔ اس لئے بزرگان سلسلہ سے ملتجی ہوں۔ کہ خداوند کریم ان کو شفا عطا کرے۔ آمین ثم آمین نیز میں بھی آج کل مالی جسمانی مشکلات میں گھرا ہوا ہوں۔ میرے لئے بھی بزرگان دین دعا کریں۔ (عبد الرحمن شاہ)

(۲) بندہ اور بندہ کی اہلیہ اور بچوں کی دینی۔ دنیاوی۔ روحانی جسمانی کمزوریوں بیماریوں سستیوں اور مشکلات کے دور ہونے اور کامیابیوں کے حاصل ہونے کے لئے احباب سلسلہ کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ (فقیر اللہ عفی عنہ ڈائریکٹر انسپکٹر بیت المال) معہ بہاء سٹریٹ بیڈن روڈ لاہور

(۳) میرے بچے عزیزم مسعود احمد کے گھٹنہ کا اپریشن راولپنڈی میں ہوا ہے۔ احباب اس کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (بیگم کرامت اللہ ۲۶ گارڈن روڈ کراچی) (۴) میرے ابا جان کو کانی دن بخار رہنے کی وجہ سے اب کمزوری بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ (عبد الرشید اٹاوی متعلم بی۔ ایس۔ سی۔ فائینل، تعلیم الاسلام کالج لاہور)۔

(۵) عاجز پچھلے سال کی طرح اب کے بھی اعصابی کمزوری کی وجہ سے بیمار ہے۔ درویشان قادیان اور احباب سے صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (سراج بی معرفت دفتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

(۶) میری دادی اماں کا رسولی کا اپریشن لاہور میں ہوا ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ (حمید احمد ابن پیر صلاح الدین صاحب اے۔ ڈی۔ ایم مظفر گڑھ) (۷) میرے والد صاحب پر ایک کیس دائر ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ با عزت بری ہوں۔ نیز خاکسار بعض مالی و خاندانی پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ احباب میرے لئے بھی دعا فرمائیں۔ (حکیم مولا بخش احمدی اوچ شریف) (۸) خاکسار ایک لمبے عرصہ تک اعصابی امراض میں مبتلا رہا ہے۔ اب بیماری تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے رفع ہو گئی ہے۔ لیکن اس کے بعض عوارضات تا حال لاحق ہیں۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامل صحت و تندرستی اور ترقیات دینی و دنیاوی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین (حکیم محمد افضل فاروق اوچ شریف)

(۹) برادرم حکیم عبد الرشید صاحب اٹاوی کی اہلیہ کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔ کہ مولا کریم برادر موصوف کو شفا بخشے۔ (سیکرٹری تحریک جدید حلقہ بھاٹی گیٹ لاہور) (۱۰) میری لڑکی صدیقہ بی بی سخت بیمار ہے۔ دعائے صحت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ شفا بخشے آمین (محمد طفیل آف موگا حال اوکاڑہ)

(۱۱) میرا چھوٹا بچہ تقریباً ایک ماہ سے بیمار چلا آرہا ہے۔ تا حال خاطر خواہ افاقہ نہیں۔ احباب سے دعا کی التجا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جلد شانہ میرے بچے کو صحت کامل عطا فرمائے (محمد امین امیر جماعت احمدیہ بنوں)

”اسلام اور اس کی مثالیت نے ہمیں جمہوریت کی تعلیم دی ہے“ (قائد اعظم)

تحقیقاتی عدالت میں خواجہ ناظم الدین کا بیان

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں پاکستان کے سابق وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے جو بیان دیا ہے۔ اس کا ابتدائی حصہ المصلح کی گذشتہ اشاعتوں میں آ چکا ہے۔ بیان کا باقی حصہ درج ذیل ہے :۔

خواجہ ناظم الدین سے جب یہ پوچھا گیا۔ کہ آیا وہ خود بھی پاکستان کے لئے اسلامی آئین چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ حقیقت یہ ہے۔ کہ تقسیم کے بعد پاکستان کے تمام علماء اسلامی طرز کی حکومت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ علماء کنونشن جو اسلامی آئین کے لئے شور مچا رہا تھا۔ وہ احمدیوں کے متعلق بھی تین مطالبات پیش کر رہا تھا۔

خواجہ ناظم الدین نے اعتراف کیا۔ کہ بنیادی اصول کی کمیٹی نے قائد ملت کے قتل سے بہت پہلے پاکستان کے آئندہ آئین کے متعلق ایک عبوری رپورٹ پیش کی تھی۔ سوال :۔ کیا یہ درست ہے۔ کہ اس رپورٹ میں کسی ہدایتی پالیسی اور قرآن و سنت کا کوئی ذکر نہیں تھا؟ جواب :۔ اس وقت میں گورنر جنرل تھا۔ اور میرے لئے صحیح طور پر یہ یاد رکھنا بڑا مشکل ہے۔ کہ اس رپورٹ میں کیا کچھ شامل تھا۔ تاہم یہ درست ہے۔ کہ اس رپورٹ میں ایک مذہبی مملکت کا نقشہ پیش نہیں کیا گیا تھا۔ اور یہ رپورٹ ان لوگوں کو مطمئن نہ کر سکی جو پاکستان کے لئے ایک اسلامی آئین کا مطالبہ کر رہے تھے۔ سوال :۔ کیا یہ درست ہے۔ کہ جب آپ گورنر جنرل یا وزیر اعظم تھے۔ تو علماء کے وفد نے آپ سے مل کر اس مطالبہ پر زور دیا۔ کہ پاکستان کو ایک مذہبی مملکت ہونا چاہیئے؟ جواب :۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ گورنر جنرل کی حیثیت سے میں نے علماء کے کسی وفد سے ملاقات کی۔ لیکن میں جہاں کہیں بھی گیا۔ اور مجھے جو ایڈریس پیش کئے گئے۔ بالخصوص بلوچستان۔ صوبہ سرحد۔ اور قبائلی علاقہ میں۔ وہاں یہ مطالبہ کیا جاتا تھا۔ کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہونا چاہیئے۔ جب میں وزیر اعظم بنا۔ تو مجھے علماء کے وفد ملے۔ جنہوں نے اسلامی مملکت کا مطالبہ کیا۔ پھر بنیادی اصول کی کمیٹی کے ارکان کی حیثیت سے سردار عبد الرب نشتر۔ مسٹر فضل الرحمن ڈاکٹر محمود حسین اور میں نے علماء کے مختلف گروہوں سے طویل بات چیت کی۔ یہ ملاقاتیں صبح نو بجے شروع ہو کر ایک بجے دوپہر اور بعض اوقات اس سے بھی بعد ختم ہوتیں۔ ان ملاقاتوں کا مقصد یہ تھا۔ کہ جہاں تک ممکن اور قابل عمل ہو علماء کی کنونشن کے پیش کئے ہوئے مطالبات کو رپورٹ میں شامل کر لیا جائے۔ ہم نے علماء کو ان کے بعض مطالبات میں ترامیم کرانے میں بھی متفق کر لیا تھا۔ جب میں نے سرحد قبائلی علاقہ اور بلوچستان کا دورہ کیا۔ اور مجھ سے اسلامی آئین کے لئے مطالبہ کیا گیا۔ تو یہ مطالبہ علماء نے نہیں۔ بلکہ علاقہ کے سیاسی نمائندوں نے کیا تھا۔ ممکن ہے۔ ان میں بعض علماء بھی شامل ہوں۔

سوال :۔ ازراہ کرم خط دستاویز ڈی۔ (ای ۵/۲۱) مورخہ یکم مارچ ۱۹۵۲ء دیکھئے۔ جو آپ کے سکرٹری نے مولانا احتشام الحق کو بھیجا ہے۔ اور بتائیے کہ اس میں جن انتظامات کا ذکر ہے۔ کیا ان کے تحت مکتوب الیہ اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی ۳ مارچ ۱۹۵۲ء کو آپ سے ملنے کو آئے؟ جواب :۔ ہاں وہ آئے تھے۔ سوال :۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ ان کی یہ ملاقات احمدیوں کی مخالفت کے مسئلہ سے متعلق تھی؟ جواب :۔ یہ پہلا موقع تھا کہ میری قاضی احسان احمد شجاع آبادی سے ملاقات ہوئی۔ ان کے پاس ایک بکس تھا۔ جو احمدیوں کی تحریروں سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے ان تحریروں کے بے شمار حصے دکھلائے۔ ان تحریروں سے مجھے سخت صدمہ پہنچا۔ اس سے قبل میں نے کبھی احمدیہ لٹریچر نہیں پڑھا تھا۔ اس کے بعد میں قاضی احسان احمد شجاع آبادی سے کئی بار ملا۔ وہ ہر بار اپنے ہمراہ یہ بکس لاتے۔ ممکن ہے۔ انہوں نے مجھے بعض پوسٹر بھی دکھائے ہوں۔ سوال :۔ کیا ان دونوں ملاقاتیوں نے احمدیوں کے خلاف کوئی شکایت کر کے آپ سے اس کے ازالہ کے لئے بھی کہا؟ جواب :۔ بہت ممکن ہے۔ یہ درست ہو۔ سوال :۔ کیا آپ اپنے آپ کو آئینی طور پر ان شکایات کی سماعت کا مجاز تصور کرتے تھے؟ جواب :۔ جب میں نے ملاقات کا وقت دیا۔ تو مجھے پیش کی جانے والی شکایات کا علم تھا۔ جب انٹرویو کے دوران میں کوئی شکایت میرے نوٹس میں لائی جاتی۔ تو میں اسے لکھ لیا کرتا۔ اور وزیر اعظم سے اس کا ذکر کیا کرتا تھا۔ میں نے اس ملاقات کی روئیداد بھی اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خاں کو سنائی ہوگی۔ (خواجہ ناظم الدین کو یہ یاد نہیں تھا۔ کہ اس واقعہ کے بارے میں مسٹر لیاقت علی خاں کا ردعمل کیا تھا) سوال :۔ کیا پاکستان کے آئندہ آئین کے بارے میں آپ کے نظریات قائد اعظم اور قائد ملت کے نظریات کے عین مطابق تھے؟ جواب :۔ جہاں تک قائد اعظم کا تعلق ہے۔ مجھے تقسیم کے بعد ان سے ملاقات اور پاکستان کے آئندہ آئین کے متعلق ان سے تبادلہ خیالات کا موقع نہیں ملا۔ جہاں تک قائد ملت کا تعلق ہے۔ میں نے اس معاملہ میں زیادہ دلچسپی نہیں لی۔ کیونکہ اس وقت تک بنیادی اصول کی کمیٹی قائم ہو چکی تھی۔ اور وہ اسی مسئلہ پر غور کر رہی تھی۔ خود قائد ملت قرارداد مقاصد کے لئے ذمہ دار تھے۔ اور انہوں نے مسلم لیگ پارلیمنٹری پارٹی کے اجلاس میں ہر قسم کی مخالفت کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ جب قرارداد مقاصد کی منظوری کے بعد بیگم لیاقت علی خاں نے اس قرارداد کے مندرجات پر احتجاج کیا۔ تو مسٹر لیاقت علی خاں نے زمین پر اپنا پاؤں مارا۔ اس دن مسٹر دولتانہ اور ان کی بیگم ملک فیروز خاں اور ان کی بیگم میرے ہاں رات کے کھانے پر مدعو تھے۔ انہوں نے مجھے یہ واقعہ سنایا۔

سوال :۔ قائد اعظم کا نظریہ زندگی کیا تھا؟ جواب :۔ تقسیم کے بعد انہوں نے جو تقریریں کی ہیں۔ ان میں سے تین اقتباسات آپ کو ابھی پڑھ کر سناتا ہوں۔

(۱)۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو لاہور میں تقریر :۔ ”میں ایک بار پھر کہتا ہوں۔ کہ اگر ہم قرآن کریم سے رہنمائی حاصل کریں۔ اور اسے اپنے خیالات کا سرچشمہ بنائیں۔ تو آخری فتح ہماری ہی ہوگی“۔

(۲) ۱۹ فروری ۱۹۴۸ء کو باشندگان آسٹریلیا کے لئے نشریہ ”لوگ پوچھتے ہیں۔ اس قدر دور افتادہ علاقوں میں حکومت کا اتحاد کس طرح ہو سکتا ہے۔ میں اس کا جواب ایک لفظ ”یقین“ میں دے سکتا ہوں۔ یقین۔ اللہ پر۔ اپنے آپ پر۔ اپنی تقدیر پر۔ ہمارے ہم وطنوں کی اکثریت مسلمان ہے۔ ہم اسلامی برادری کے رکن ہیں۔ جس میں ہر ایک کو یکساں حقوق۔ احترام اور خود داری حاصل ہے اسی وجہ سے ہم میں اتحاد کا خاص احساس ہے۔ جو بہت گہرا ہے۔ لیکن یاد رکھیئے۔ ایک اور غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیے۔ پاکستان کوئی مذہبی حکومت یا اسی قسم کی کوئی اور چیز نہیں ہے۔ اسلام ہم سے دوسروں کے عقائد کے بارے میں روا داری کا تقاضا کرتا ہے ہم ان تمام لوگوں سے بلا امتیاز مذہب عقیدہ ہم آہنگی اور گہرے اتفاق کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ جو پاکستان کے دیانتدار اور وفادار شہریوں کی حیثیت سے اس ملک میں اپنے فرائض بجا لانے کو آمادہ اور تیار ہیں“۔

(۳) فروری ۱۹۴۸ء میں امریکی عوام کے لئے نشری تقریر :۔ ”میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس آئین کی آخری صورت کیا ہوگی۔ لیکن اس بات کا مجھے یقین ہے۔ کہ جو کچھ بھی ہو۔ یہ آئین جمہوری ضرور ہوگا۔ جس میں اسلام کے بنیادی اصول بھی شامل ہوں گے۔ اسلام کے یہ اصول زندگی کے حقائق پر آج بھی اسی طرح لاگو ہیں۔ جس طرح آج سے تیرہ سو سال پہلے ہوا کرتے تھے۔ اسلام اور اسکی مثالیت نے ہمیں جمہوریت کی تعلیم دی ہے“۔ سوال :۔ کیا آپ کو کبھی یہ محسوس ہوا۔ کہ قائد اعظم ایک ایسی قسم کی جمہوری ریاست کی تشکیل کے حق میں تھے۔ جو مغرب کے جدید سیاسی تصورات سے مطابقت رکھتی ہو؟ جواب :۔ میرے خیال میں وہ ایک ایسی عصری جمہوری ریاست کے قیام کے حق میں تھے۔ جس کی بنیاد اسلامی اصول پر ہو۔ سوال :۔ کیا یہ مغربی جمہوریت کا بنیادی اور لازمی تصور ہے۔ کہ حاکمیت عوام کے ہاتھ میں ہے۔ جواب :۔ ہاں یہ صحیح ہے۔ سوال :۔ کیا اسلامی ریاست میں حاکمیت عوام کے ہاتھ میں ہوتی ہے؟ جواب :۔ ہاں اس شرط کے ساتھ کہ تمام حاکمیت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اسلامی طرز حکومت میں معینہ حدود کے اندر حاکمیت عوام کے ہاتھ میں ہے۔ ان حدود کی تعیین قرآن و سنت میں کی گئی ہے۔ سوال :۔ میں آپ سے یہ کہتا ہوں۔ کہ جس قسم کی اسلامی طرز حکومت کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ وہ قائد اعظم کے تصور جمہوریت کے برعکس ہے؟ جواب :۔ مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ میں نے اپنے نظریے کی تائید میں قائد اعظم کی تقریروں کے اقتباسات پیش کئے ہیں۔

سوال :۔ قرآن و سنت میں حاکمیت کے جو حدود متعین کئے گئے ہیں۔ ان کے متعلق سند کون ہوگا۔؟ جواب :۔ ہر شخص جو قرآن و سنت کا اچھی طرح علم رکھتا ہو۔ خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔

اس مرحلہ پر عدالت نے خواجہ ناظم الدین سے پوچھا۔ اس سلسلے میں پیش آنے والے مسائل کا فیصلہ صحت و درستی سے کرنے کی قابلیت کے پیش نظر انسان کو قرآن و سنت کا اچھا علم حاصل کرنے میں کتنی مدت لگے گی۔ خواجہ ناظم الدین نے کہا اس چیز کی اچھی واقفیت حاصل کرنے میں بعض اوقات انسان کی پوری عمر صرف ہو سکتی ہے۔ (باقی)

عراق کے دو سابق وزیروں کو پھانسی دیدی گئی

بیروت ۶ ر دسمبر۔ پرسوں صبح یہاں سینکڑوں اشخاص کی موجودگی میں عراق کے سابق وزیر محمد شیخ اور ان کے ڈپٹی وزیر کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ پھانسی لگنے سے پہلے شیخ صاحب نے کہا۔ کہ جو کچھ ہوا۔ انہوں نے خود کیا ہے۔ اور اپنی ذمہ داری پر کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں انہیں کسی طرف سے بھی اکسایا نہیں دیا گیا تھا۔ مزید معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک اور سابق وزیر مسٹر سلیمان کو بھی دس سال سے لے کر بیس سال تک قید سخت کی سزا دی گئی تھی۔

سندھ یونیورسٹی کی تمام ڈگریاں

پنجاب یونیورسٹی تسلیم کریگی۔

کراچی ۶ ر دسمبر۔ انٹر یونیورسٹی بورڈ آف پاکستان کے جلسے میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ آئندہ پنجاب یونیورسٹی سندھ یونیورسٹی کی تمام ڈگریاں تسلیم کرے گی۔

مدینہ منورہ میں بجلی

بمبئی (بذریعہ ڈاک) سعودی عرب کے قونصل خانہ کی طرف سے بتایا گیا ہے۔ کہ اعلیحضرت سلطان سعود والی حجاز نے گذشتہ ہفتہ جب وہ مسجد نبوی کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ تو مدینہ منورہ میں بجلی کے ایک پاور ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس سے مدینہ منورہ کو بجلی مہیا کرنے میں مدد ملیگی۔

اردو روسی ڈکشنری روس میں

تیار کی جا رہی ہے

نئی دہلی ۶ ر دسمبر۔ تاس نیوز ایجنسی نے اعلان کیا ہے۔ کہ روس کی اکیڈمی آف سائنس اردو روسی اور ہندی

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی کاروائی

تحقیقاتی عدالت میں وزیر داخلہ مشتاق احمد گورمانی کا بیان

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں حکومت کو پاکستان کے وزیر داخلہ مسٹر مشتاق احمد گورمانی نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ ان کی وزارت نے حکومت پنجاب کو اس مضمون کی ہدایات بھیجی تھیں۔ کہ اگر سول حکام جلد بازی سے کام لے کر مارشل لاء کے نفاذ کی درخواست کریں۔ تو اس پر عمل درآمد کو روکنے کی کوشش کی جائے۔

وزیر داخلہ نے کہا۔ کہ مرکزی حکومت کے علم میں یہ بات آئی تھی۔ کہ سیالکوٹ اور دوسرے مقامات پر سول حکام کا یہ رجحان نظر آیا ہے۔ کہ امن و قانون برقرار رکھنے کی ذمہ داری فوجی حکام کو سونپ دی جائے۔

مسٹر گورمانی کی شہادت مسٹر دولتانہ کی درخواست پر ان کے اپنے گواہ کی حیثیت سے ہوئی۔ مسٹر دولتانہ کے وکیل مسٹر یعقوب علی خان نے عدالت کو بتایا۔ کہ وہ ان پر جرح کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

مسٹر مشتاق احمد گورمانی کے بیان کے جن حصوں کی اشاعت کی اجازت دی گئی ہے۔ ان کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

س: پنجاب کی فرقہ وارانہ تحریک کے متعلق مرکزی حکومت نے پالیسی بنانے سے جو مراسلات جاری کئے تھے کیا وزارت داخلہ نے ان کے علاوہ بھی کوئی ایسا مراسلہ جاری کیا تھا جس میں بتایا گیا ہو۔ کہ صوبائی صورت حال سے کس طریقہ پر نپٹا جائے؟

ج:۔ ہدایت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ امن و قانون کی تمام تر ذمہ داری خاص صوبائی حکومتوں پر ہے۔ تاہم مرکزی حکومت نے اس بارے میں صوبوں سے استفسارات کئے تھے اور غیر رسمی مشورہ بھی دیا تھا۔

س:۔ کیا آپ کو وہ مواقع یاد آ سکتے ہیں۔ جب آپ کے علم کے مطابق صوبے کو مشورہ دیا گیا ہو؟

ج:۔ میں اس کا جواب متعلقہ مسلوں کے حوالے سے دیتا ہوں۔ یہ مسلیں میں اپنے ساتھ لایا ہوں۔

(۱) پاکستان کی وزارت داخلہ نے ۲۰ مئی ۱۹۵۲ء کو ایک مراسلہ بھیجا جس میں حکومت پنجاب کی توجہ سیالکوٹ اور لائل پور میں احرار کے قابل اعتراض جلسوں کی طرف مبذول کرائی گئی تھی۔ اس مراسلہ میں صوبائی حکومت سے مرکز کو اس اقدام کی نوعیت سے مطلع کرنے کو کہا گیا تھا۔ جو صوبائی حکومت کو اس سلسلے میں کرنا چاہیئے تھی۔ صوبائی حکومت کی جانب سے یہ جواب موصول ہوا تھا۔ کہ وہ صورت حال کا مطالعہ کر رہی ہے۔ اور احرار رہنماؤں کو متنبہ کر چکی ہے۔

(۲) وزارت داخلہ نے جولائی ۱۹۵۲ء کو حکومت پنجاب سے ان حالات کے بارے میں اطلاع مانگی۔ جو ۲۶ اور ۲۷ جولائی کو لاہور میں رونما ہوئے تھے۔ وزارت داخلہ نے یہ بھی پوچھا۔ کہ صوبائی حکام نے اس بارے میں کیا قدم اٹھایا ہے۔ صوبائی حکومت اس سلسلے میں کاروائی کر چکی تھی جس کی اطلاع اس نے ہمیں بھیج دی۔

(۳) حکومت پنجاب کو وقتاً فوقتاً احمدیوں کے خلاف ان مقالات کی جانب مبذول کرائی جاتی رہی۔ جو بعض اخبارات میں شائع ہوئے تھے۔ ۱۰ فروری ۱۹۵۳ء کو اس مضمون کا تار صوبائی حکومت کو بھیجا گیا۔ کہ مرکزی حکومت کو اطلاع ملی ہے۔ کہ احمدیوں کے مخالف عناصر ۲۲ فروری کو گرفتاری کے لئے پیش ہو کر اس تحریک کو زور دینا چاہتے ہیں۔ صوبائی حکومت سے کہا گیا۔ کہ وہ اس معاملے پر اپنا تبصرہ ارسال کرے اور اخبارات کو اس تحریک کو ہوا دینے سے روکنے کے لئے ضروری اقدامات کرے۔

حالات کی رفتار جو انداز اختیار کر رہی تھی اس کی طرف صوبائی حکومت کی توجہ منعطف کرانے کی کوشش مرکزی حکومت نے جن مواقع پر کی۔ ان میں سے یہ تین صرف مثال کے طور پر بیان کئے ہیں۔

س:۔ کیا آپ کراچی واپس پہنچنے پر اپنے دفتر کو ہدایت دے سکتے ہیں۔ کہ وہ ہمیں ایسے تمام مراسلات اور ان کے جوابات کی نقلیں تاریخی ترتیب کے مطابق بھیجے۔ ج:۔ ہاں۔

س:۔ کیا فسادات کے دوران میں مسٹر دولتانہ نے آپ سے کبھی لاہور آنے کو کہا؟

ج:۔ ہاں ۳ تاریخ کی صبح کو مسٹر دولتانہ نے مجھے ٹیلیفون کیا اور بتایا۔ کہ لاہور میں حالات خراب ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا اصل مسئلہ پر گفت و شنید کے لئے میں پنج سے پہلے لاہور پہنچ سکتا ہوں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں کابینہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے جا رہا ہوں۔ جس کی تاریخ پہلے سے مقرر ہو چکی ہے۔ البتہ فراغت کے بعد جس قدر جلد ہو سکا۔ میں لاہور پہنچنے کی کوشش کروں گا لیکن کابینہ کے اجلاس میں جو کچھ ہوا۔ اس کے پیش نظر لاہور جانا بے سود ہے۔

مسٹر بشیر احمد ایڈووکیٹ کے کہنے پر عدالت نے مسٹر گورمانی سے پوچھا۔ کیا جولائی ۱۹۵۳ء میں کبھی احمدیوں کا کوئی وفد آپ سے ملا تھا؟ مسٹر گورمانی نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس وفد کو شکایت تھی۔ کہ پنجاب کے اخبارات احمدیوں کے خلاف نفرت پھیلا رہے ہیں۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ میں نے ان سے کہا تھا۔ یہ معاملہ صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔ اگر ارکان وفد کو اس کے بارے میں کوئی شکایت ہے تو انہیں یہ بات متعلقہ حکام کے علم میں لانی چاہیئے میں نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ مجھے موقعہ ملا۔ تو میں بھی یہ معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔ کہ صحیح صورت حال کیا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ اسی دوران میں وزیر اطلاعات و نشریات بھی یہاں کے حکام سے اس بارے میں گفتگو کر چکے تھے۔ اور اس کی طرف ضروری توجہ کی جا چکی تھی۔

س:۔ ۱۷ دسمبر ۱۹۵۲ء کو دستور ساز اسمبلی میں پنجاب میں تحریک کے متعلق آپ سے کچھ سوالات پوچھے گئے تھے۔ اور آپ نے بعض جوابات دیئے تھے۔ کیا آپ بتانے کی زحمت گوارا کریں گے۔ کہ وہ سوالات کیا تھے۔ اور آپ کی طرف سے کیا جواب دیا گیا؟ ج:۔ ان جلسوں جلوسوں کے متعلق تھے۔ جو مذہبی فرقہ بندی کی بنا پر پنجاب کے امن کو خطرے میں ڈالتے یا ڈالنے کا سامان پیدا کرتے تھے۔ یا قانون اور امن عامہ کو درہم برہم کرنے کی دھمکی دیتے تھے۔ سوال کرنے والے رکن نے پوچھا تھا۔ کہ ان کا سدباب کرنے کے لئے کوئی کاروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ اور اگر ایسا ہوا ہے۔ تو اس کا نتیجہ کیا برآمد ہوا ہے۔ میں نے جواب دیا تھا کہ صوبائی حکومتیں جو اپنے علاقوں میں امن اور قانون کے تحفظ کی ذمہ دار ہیں۔ اس ضمن میں مناسب کاروائی کر رہی ہیں۔ جلسوں جلوسوں پر پابندی عائد کرنے کا تعلق صوبائی حکومتوں سے ہے تاہم اس اندیشے کے پیش نظر کہ فرقہ بندی کی اس جارحانہ تحریک کا اثر سارے پاکستان پر بھی ہو سکتا ہے۔ مرکزی حکومت نے تمام صوبائی حکومتوں کو اپنا نقطہ نظر سمجھا دیا ہے۔ حکومت پاکستان سمجھتی ہے کہ ہر چند کسی فرقے یا طبقے کے جائز حقوق پر کوئی ناروا پابندی عائد نہیں ہونی چاہیئے۔ اور مختلف نظریات کے حامیوں میں کوئی امتیاز بھی روا نہیں رکھنا چاہیئے۔ تاہم مذہبی فرقہ بندی سے پیدا ہونے والے تنازعات کو اس حد تک بڑھنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ جہاں امن عامہ ہی خطرے میں پڑ جائے۔ اس کے علاوہ جنگجویانہ اور جارحانہ نوعیت کی مذہبی فرقہ بندی کے خلاف قانون کے مطابق غیر جانبدارانہ اور سختی سے قدم اٹھایا جائے۔ اس سوال کے دوسرے حصے کا جواب ہیں جس کا تعلق نتائج سے ہے میں نے کہا تھا۔ مرکزی اور صوبائی حکومتوں نے جو اقدامات کئے ہیں۔ ان کے فوری نتائج کا یقینی طور پر اندازہ لگانا مشکل ہے۔ لیکن ان نتائج کا انحصار بڑی حد تک اس چیز پر ہو گا۔ کہ عام پالیسی پر کس طرح عملدرآمد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ان نتائج کا اندازہ کرنے کے لئے پاکستانی عوام کی سوجھ بوجھ اور قومی استحکام کے احساس کو بھی دیکھنا ضروری ہے۔

س:۔ ازراہ کرم دستاویز ڈی۔ ۱ ای ۱۳ کو دیکھ کر بتایئے۔ کہ یہ ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء کی کانفرنس کے فیصلوں کا صحیح طور پر اظہار کرتی ہے؟

ج:۔ ہاں یہ دستاویز حکومت کے فیصلوں کا صحیح طور پر اظہار کرتی ہے۔

مجلس احرار کے وکیل مسٹر مظہر علی اظہر نے سوال کیا۔ کہ لائل پور اور سیالکوٹ سے احرار کے متعلق کیا اطلاعات موصول ہوئی تھیں۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۸ پر)

جواب۔ ہمیں جو اطلاعات ملی تھیں۔ وہ صوبائی حکومت کی طرف سے رپورٹ کی شکل میں موصول ہوتی تھیں۔ ان میں کہا گیا تھا۔ کہ احرار کارکنوں کو ان کی جماعت کو یہ ہدایت دی ہے۔ کہ وہ ان حلقہ ہائے انتخاب میں کام کریں جہاں سے احمدی انتخاب لڑ رہے ہیں۔ احراری کارکنوں کو یہ ہدایت کی گئی تھی۔ کہ وہ ووٹروں سے اس بات کی قسم لیں۔ کہ وہ ان امیدواروں کو ووٹ نہ دیں گے۔ جو ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔ احمدیوں کے خلاف تحریک ضلع لائل پور میں خصوصیت کے ساتھ بہت سخت ہے۔ چک جھمرہ۔ ڈیرہ غازیخاں اور مرید کے میں جلسے ہوئے تھے۔ جن میں احمدیوں کے خلاف تقریریں کی گئی تھیں احمدیوں کے خلاف پروپیگنڈے میں ممتاز احراری حصہ لے رہے تھے۔ ۹ مئی کو لائل پور میں آنریبل چوہدری ظفر اللہ خاں کا ایک فرضی جنازہ نکالا گیا۔ غازی سراج الدین منیر احمدیوں کے سوشل بائیکاٹ کی وکالت کرتے رہے ہیں سیالکوٹ سے خبر آئی تھی کہ احراریوں کی سرگرمیوں کے خلاف جوابی کانفرنس کرنے کے لئے احمدی جونڈہ میں ایک کانفرنس منعقد کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں مئی کے آخری پندھرواڑے میں جو رپورٹ موصول ہوئی۔ اس میں کہا گیا تھا کہ چونکہ بعض اضلاع میں احراری اور احمدی کشیدگی نازک صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اس لئے دفعہ ۱۴۴ کے تحت جلسے اور جلوسوں کو ممنوع قرار دے دیا گیا ہے

جون میں حکومت پنجاب نے مرکز کو جو رپورٹ دی تھی اس میں کہا گیا تھا کہ احرار اور احمدیوں کے جلسوں اور جلوسوں اور جلوسوں پر پابندی عائد کرنے کا رد عمل یہ ہوا۔ کہ احمدی تو منظمین ہو کر چپ ہو گئے ہیں لیکن احرار اب اپنا رخ بدلکر اپنے جلسے مسجدوں میں منعقد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ نواب گورمانی نے کہا کہ اس قسم کی کئی اور رپورٹیں صوبائی حکومتوں نے بھیجی تھیں۔ ان رپورٹوں سے ہمیں خیال ہوا کہ صورت حال مزید توجہ کی طالب ہے۔ چنانچہ ہم نے مزید اطلاعات طلب کیں۔ سوال۔ کیا آپکو اس کی بھی اطلاع ملی تھی کہ دسمبر ۱۹۵۲ء میں ربوہ میں بڑی جارحانہ تقریریں ہوئی ہیں۔ جواب۔ مجھے یہ تمام باتیں یاد نہیں سوال کیا ایسی کوئی تقریر آپکے نوٹس میں لائی گئی تھی۔ جو بینہ طور پر ۱۲ اگست ۱۹۵۲ء کو چوہدری ظفر اللہ خاں نے کراچی میں احمدیوں کی ایک مسجد میں کی تھی۔

ج:۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ چوہدری ظفر اللہ خان کی کوئی تقریر میرے علم میں لائی گئی ہو۔

مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش نے سوال کیا۔

س:۔ مئی میں چوہدری ظفر اللہ خان نے کراچی میں جو تقریر کی تھی۔ اس کا عوام پر کیا اثر ہوا تھا؟

ج:۔ میں تفصیل تو نہیں بتا سکتا۔ لیکن میں اپنے تاثرات بیان کر سکتا ہوں۔ چند حضرات مجھ سے ملنے آئے ان لوگوں نے اس تقریر پر حسب ذیل بنیادوں پر اعتراض کیا تھا۔ ۱۔ یہ کہ تقریر احمدی مسلک کی تبلیغ کے برابر ہے (۲) جلسے کے منتظمین نے جو پوسٹر جاری کئے تھے ان میں چوہدری ظفر اللہ خان کا سرکاری عہدہ بھی درج کیا گیا تھا۔ آپنے کہا۔ صرف یہی دو باتیں میرے علم میں لائی گئی تھیں۔ مذکورہ بالا تقریر کے بعد شہر میں کچھ ہنگامے ہوئے تھے۔

س:۔ کیا یہ دوسرا جلسہ جو ۱۸ مئی کو منعقد ہوا تھا۔ وہ احمدیوں نے ہنگاموں کے بعد منعقد کیا تھا؟

ج:۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ پہلے دن کے ہنگامے سنگین نوعیت کے نہیں تھے۔ اور اس وقت میں دورے پر تھا۔ ۱۸ تاریخ کو میں کراچی پہنچا اور مجھے یاد ہے۔ کہ مقامی حکام سے میں نے ہنگاموں کی رپورٹ طلب کی تھی۔ اور مجھے اطلاع دی گئی کہ جلسہ منعقد کرنے کے لئے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اور پولیس کے انتظامات حسب معمول کئے گئے تھے۔ کیونکہ مقامی حکام محسوس کرتے تھے کہ احمدی احمدی تنازعے کے پیش نظر احتیاطی تدبیر کے طور پر پولیس کو مامور کرنا بہتر ہے۔ دوسرے چونکہ مرکزی حکومت کا ایک وزیر جلسے سے خطاب کرنے والا تھا۔ اس سے بھی بعض حفاظتی تدابیر ضروری تھیں۔ س:۔ کیا آپ جانتے ہیں۔ کہ احمدیوں کے جلسے کے بعد شہر میں ہجوم جمع ہو گیا تھا۔ اس کو منتشر کرنے کے لئے پولیس نے آنسو گیس کے بم استعمال کئے تھے؟ ج:۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ صرف ایک واقعہ میرے علم میں آیا تھا۔ وہ یہ کہ چند لوگوں نے احمدیوں کی ایک ریسٹوران اور شوروم کو آگ لگانے کی کوشش کی تھی۔ کہ پولیس نے شوروم کو تو کامیابی کے ساتھ بچا لیا۔ لیکن ریسٹوران کو کچھ نقصان پہنچ گیا۔ مجھے یاد نہیں کہ لاٹھی چارج ہوا تھا یا آنسو گیس کے بم استعمال کئے گئے تھے یا نہیں

س:۔ کیا وزارت داخلہ نے حکومت پنجاب کو ایسی کوئی ہدایت کی تھی۔ کہ سول حکام کی طرف سے مارشل لاء کے نفاذ کی کوئی عاجلانہ درخواست منظور کرنے سے گریز کرنا چاہیئے؟ ج:۔ جی ہاں۔

عدالت کی طرف سے پوچھا گیا۔ کہ یہ ہدایات کیوں جاری کی گئی تھیں؟ کیا ۵ مارچ کو ہی لاہور میں مارشل لاء کے نفاذ کا امکان مرکزی حکومت کے خیال میں آ چکا تھا؟

ج:۔ اس سوال کے دوسرے حصے کا جواب نفی میں ہے۔ پہلے حصے کا جواب یہ ہے کہ یہ بات مرکزی حکومت کے علم میں آئی تھی۔ کہ سیالکوٹ اور دیگر مقامات پر سول حکام رجحان یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ امن و امان کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری فوجی حکام کے ہاتھوں میں سونپ دی جائے مسٹر دولتانہ کے وکیل مسٹر یعقوب علی خان کے استفسار پر مسٹر گورمانی نے کہا۔ کہ میں نے نومبر میں اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں وزارت داخلہ کے خط مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۱ء کا حوالہ دیا تھا۔ عدالت نے سوال کیا کہ مسٹر حمید نظامی کہتے ہیں کہ اخبارات کی فائل جس میں ایک ہی ذریعے سے فراہم شدہ مضامین شائع ہوئے تھے کراچی میں آپ کو دی گئی تھی۔ کیا وہ فائل آپ اپنے ساتھ لے آئے ہیں؟ ج:۔ میں اس فائل کو اپنے ساتھ لے آیا ہوں لیکن وہ میرے پرسنل اسسٹنٹ کے پاس ہے۔ میں گورنمنٹ ہاؤس سے اس کو آپ کے پاس بھیج دوں گا۔ گواہ سے درخواست کی گئی۔ کہ وہ فائل بھیج دیں۔ س:۔ وہ فائل کس سلسلہ میں آپ کو پیش کی گئی تھی؟ ج:۔ مسٹر حمید نظامی نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ اخبارات میں تحریک کو ہوا دینے والے مضامین شائع ہو رہے ہیں لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے کہا یہ گیا تھا۔ کہ جن اخبارات میں یہ مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ وہ حکومت کے حامی ہیں۔ مسٹر حمید نظامی نے جو فائل مجھے دی تھی۔ اس میں ایسے ہی مضامین تھے۔

(بقیہ صفحہ اوّل)

بھی ہر آن آپ کی نصرت فرما کر دنیا پر یہ ظاہر کر رہا تھا۔ کہ جو بھی میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ اسکی اطاعت کا جوا اپنی گردن میں ڈال کر اپنے آپ کو پہلے اس کے غلاموں میں شامل کرے۔ پس ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا تعلق جس قدر مضبوط کریں گے۔ اسی قدر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے قرب سے نوازتا چلا جائے گا۔

آخر میں صاحب صدر جناب حافظ عبدالسلام صاحب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو تین مختلف دوروں میں تقسیم کر کے ہر دور کے مخصوص حالات کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بھی جو چیز سب سے زیادہ نمایاں نظر آتی ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مشکلات پر قابو پانے کے لئے قربانیاں پیش کرنے کا جذبہ ہے۔ حضور اپنی زندگی میں ابتداء سے لیکر آخر تک قربانیاں پیش کرتے چلے گئے۔ اور اس طرح ہمیں بتا گئے۔ کہ خدا تعالیٰ کے دین کو زندہ رکھنے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ ہم اس کی خاطر تکالیف اٹھانے اور قربانیاں پیش کرنے کے لئے ہر دم تیار رہیں۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم اس حقیقت کو سمجھیں اور حضورؐ کے اسوہ مبارک پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جلسے کی ابتداء تلاوت قرآن کریم سے کی گئی۔ جو خواجہ سعید احمد صاحب نے کی۔ نیز دوران جلسہ میں نسیم احمد صاحب اور مبارک احمد صاحب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظمیں نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائیں۔ اور نہایت پر مغز اور بصیرت افروز تقاریر کے بعد جلسہ دعا پر ختم ہوا۔

(بقیہ صفحہ ۲)

ان کثیراً من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ

عوام کے دلوں میں جو ان کی ناجائز اور حد سے بڑھی ہوئی عزت و توقیر کا جذبہ بیٹھ جاتا ہے ان کو وہ مغرور کر دیتا ہے۔ اور وہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور ان کے مال و متاع کو باطل طریقوں سے ہضم کرنے لگتے ہیں۔

اسلام نے نہایت دور اندیشی سے ان تمام برائیوں کی ناکہ بندی کی ہے۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ کسی اسلامی خیال کے گروہ، یا فرد کو یہ جرأت نہیں ہوتی کہ کھلم کھلا کسی نبی پیغمبر یا ولی کو ابن اللہ یا علماء اور راہبوں کو ارباب من دون اللہ قرار دیتا۔ اگرچہ مسلمان ان لادینی اثرات سے بالکل بری نہیں رہے۔ خدا پرستی کے ساتھ ساتھ پیر پرستی قبر پرستی اور اسی قسم کی بہت سی لادینی باتیں ان میں بھی گھس آئی ہیں۔ علما و اصفیا کو ارباب من دون اللہ بنانے کے آثار بھی ان میں بڑی حد تک موجود ہو گئے ہیں۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق کہ وہ خود اسلام کا محافظ ہے۔ وقتاً فوقتاً اس کی طرف سے ایسے لوگ مبعوث ہوتے رہے ہیں جو حق پرستوں کی جماعت کھڑی کر کے تجدید احیائے دین کا کام کرتے چلے آئے ہیں۔ اس لئے یہ مرض اگرچہ عام ہے۔ مگر یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح لاعلاج حد تک نہیں پہونچ سکا۔

چنانچہ جو لوگ علمائے دین کو عوام سے الگ ایک مختص جماعت قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے وسائے کو عقائد جیسے نازک معاملات میں آخری تصور کرتے ہیں۔ وہ بھی دراصل اسی مرض کے رہین۔ وہ بھی علما کو ارباب من دون اللہ کا درجہ دیتے ہیں۔ حالانکہ عقائد کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے۔ وہی ان کی بناء پر کسی کو جزا و سزا دے سکتا ہے۔ کسی عالم یا علما کی جماعت یا حکومت کو تو کیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء حتی کہ سیدنا حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ اختیار نہیں دیا کہ محض عقائد کی بناء پر جزا و سزا دیں۔ خواہ وہ عقائد کھلم کھلا کافرانہ اور مشرکانہ ہی کیوں نہ ہوں۔

اسلام کا یہ اصول بھی محض علم و فضل یا مال و دولت یا حکومت و اقتدار کی بناء پر انسانوں کو ارباب من دون اللہ بنانے سے روکتی ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے اپنے سب سے پیارے محبوب سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے اختیارات نہیں دیئے۔ تو پھر کسی انسان کو جمعیت کو یا حکومت کو خواہ وہ کتنی ہی اسلامی نام سے اسلامی کیوں نہ ہو ایسے اختیارات کس طرح حاصل ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ لوگوں کے عقائد کا فیصلہ کرے۔ اور ان کی بناء پر ان کو جزا و سزا دے۔ ایسا خیال کرنا تو انسانوں اور حکومتوں کو صریحاً ارباب من دون اللہ تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیار میں رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص اختیارات میں افراد جمعیتوں یا حکومتوں کو شریک کرنا ویسا ہی شرک ہے جیسا کہ کسی کو ابن اللہ یا ارباب من دون اللہ بنانا شرک ہے۔